اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۱ھ

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۰ ۔ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۶ء ۔ یوم جمعہ ۔ مطابق ۷ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ ۔ جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے رو بصحت ہو رہی تھی۔ چنانچہ کل (۱۴ جون) نمازوں کے لئے مسجد میں آئے تھے۔ اور آج بہت سویرے کام کے لئے گول کمرے میں تشریف لے گئے۔ ایک گھنٹہ کے قریب کام اچھی طرح کرتے رہے کہ یک بیک طبیعت خراب ہو گئی۔ متلی اور تمام جسم میں بے چینی کی تکلیف شروع ہو گئی۔ کچھ دیر کے لئے آرام آیا۔ مگر دوپہر کے کھانے کے بعد پھر شروع ہو گئی۔ احباب درد دل سے دعا ءِ صحت کریں۔

جناب ڈاکٹر کیپٹن سید حبیب اللہ شاہ صاحب موسم گرما گذارنے کے لئے ڈلہوزی جاتے ہوئے قادیان تشریف لائے۔ اور نور ہاسپٹل میں ایک بڑا اپریشن کیا۔

گرمی کی شدت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے پلیگ کا کوئی کیس نہیں ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النّاصِر

امام جماعت احمدیہ کا پیام احمدیانِ بنگال کے نام

احباب کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے بنگالی بھائیوں نے بڑی ہمت اور سعی سے بنگلہ زبان میں ایک ماہواری رسالہ جاری کر رکھا ہے جس کا نام "احمدی" ہے۔ اس پرچہ کے نئے سال کے پہلے نمبر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے جماعت احمدیہ بنگال کے نام ایک پیغام لکھ کر ارسال فرمایا۔ جس کی نقل برادر محمد عبد الحفیظ صاحب نے کلکتہ سے الفضل میں چھپنے کے لئے بھیجی ہے۔ جسے ہم شکریہ کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں:۔

برادران بنگال! السلام علیکم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظاہر ہوئے پینتیس ۳۵ سال ہو گئے۔ اور فوت ہوئے اٹھارہ سال۔ اس لمبے عرصہ میں ہم نے کیا کیا ہے۔ اور ہمارے سامنے ابھی کیا کچھ باقی ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جو ہر ایک سچے احمدی کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے۔ اس پینتیس سال کے عرصہ میں چند لاکھ نفوس سے زیادہ لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اور جو لوگ کام کرنے والے ہیں اور سلسلہ کی اشاعت میں نظام سلسلہ کے ماتحت حصہ لے رہے ہیں۔ وہ تو پچاس ساٹھ ہزار سے بھی زیادہ نہیں ہیں۔ یہ رفتار ترقی کس قدر سست اور کس قدر قابل افسوس ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی ترقی کا ذمہ وار وہ خود ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انسانوں سے تعلق رکھنے والے کام انسانوں سے ہی کرایا کرتا ہے اگر اس نے خود لوگوں کو حق کی طرف پھیرنا ہوتا۔ تو وہ کسی نبی کو مبعوث نہ کرتا۔ اور وہ کسی الگ جماعت کے بنانے کا حکم نہ دیتا۔ وہ انسانوں میں سے نبی اسی لئے چنتا ہے

اور الگ جماعت اسی لئے بناتا ہے۔ کہ وہ ہمارے کام ہم ہی سے کرانا چاہتا ہے۔ پس یہ خیال کہ یہ کام خدا کا ہے ہمیں سست بنانے کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ چست کرنے کا ہے کیونکہ کیا ہم اپنے عزیزوں کے کام اپنے کاموں سے بھی زیادہ شوق ور محبت سے نہیں کرتے۔

کفر کیا ہے۔ ایک تاریک بادل ہے۔ جس کے ساتھ بجلیاں ہیں۔ اور جس کی گرج دلوں کو ہلا دینے والی ہے اُس کا فر کون لوگ ہیں۔ ہمارے عزیز ہمارے دلوں کے ٹکڑے جو جنگل میں راستہ سے دُور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور ہر وقت بارش سے بھیگ رہے ہیں۔ اور بجلی کی زد سے خطرے میں ہیں۔ کیا ان عزیزوں کو ہم اسی طرح تباہ ہونے دینگے۔ اور ان کے بچانے کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرینگے۔

سنو اے فرزندان بنگال! خداتعالیٰ کا مسیح مغرب ہند میں نازل ہوا۔ اور وہ شوق محبت سے آپ لوگوں کی طرف جو شرق ہند کے بسنے والے ہیں۔ بڑھا۔ اور اس نے زندگی کا پانی چھڑک کر آپ لوگوں میں سے بعض کو زندہ کیا۔ اور عرفان کی روشنی ڈالکر بعض سوتوں کو جگایا۔ اب پنجاب بنگال سے ملنے کے لئے بے تاب ہے۔ مگر اس کے راستہ میں سدّ سکندری حائل ہے۔ ہاں کفر کی دیوار اس کے اور بنگال کے درمیان کھڑی ہے۔ وہ دیوار جسے پٹھانوں اور مغلوں کی چھ سو سالہ حکومت بھی توڑ نہیں سکی۔ اسلام نے اپنی نشوونما کے لئے پنجاب اور بنگال کو چنا تھا۔ اسی طرح احمدیت نے بھی پنجاب اور بنگال کو چنا ہے۔ مگر درمیانی علاقے خالی ہیں بادشاہتیں اس دیوار کو توڑ نہیں سکیں۔ لیکن وہ محبت کرنے والے دل اس روک کو اٹھانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اٹھو اے بھائیو! محبت سے پُر دلوں کو لیکر اُٹھو۔ بادلوں کی طرح اُٹھو۔ جو سب ملک کو ایک آن میں سیراب کر جاتے ہیں۔ آندھیوں کی طرح اُٹھو۔ جو سب خس و خاشاک کو ایک منٹ میں اُڑا دیتی ہیں۔ سیلاب کی طرح اُٹھو۔ جو گاؤں۔ قصبوں اور شہروں کو اپنے آگے بہا کر لے جاتا ہے۔ ہاں ہاں سورج کی طرح بلند ہو۔ جس کی روشنی تمام تاریکیوں کو مٹا دیتی ہے۔ اور خداتعالیٰ کے پیغام کو اپنے ملک میں پھیلاتے ہوئے دریائے گنگا کے کنارے کنارے اس علاقہ کی طرف آ جاؤ جہاں سے کہ آپ لوگوں کے آباء نے مشرق کا رُخ کیا تھا۔ ادھر سے پنجاب کوشش کر رہا ہے۔ ان دونوں بہنوں کے ہاتھوں کو جن کے دل محبت کے جذبات سے دھڑک رہے ہیں آپس میں ملنے سے کون روک سکیگا۔ ہاں کون روک سکیگا۔ خدا اچھی محبت کرنیوالوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ان کا ہراول بنجاتا ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

اخبار احمدیہ

سناتن دھرم سبھا سے مناظرہ

۷ر جون پنڈت راج نرائن صاحب کھٹ شاستری اور قاضی محمد نذیر صاحب فاضل پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لائلپور کے مابین "ویدوں اور قرآن مجید کی تعلیم کے مقابلہ" پر مناظرہ ہوا۔ خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت کامیابی امن اور سکون کے ساتھ ختم ہوا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ فریقین کی طرف سے کوئی ایسی بات وقوع میں نہیں آئی۔ جو کسی کی دل آزاری کا باعث ہو۔ پنڈت صاحب نے موضوع تقریر کو چھوڑتے ہوئے ویدوں کے الہامی ہونے کا ثبوت پیش کرنا شروع کر دیا۔ ہماری طرف سے قاضی صاحب نے ہر دو کتب کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھلایا۔ اور خصوصاً بُت پرستی اوتار فلاسفی۔ عدم اجازت نکاح بیوگان پر اعتراض کئے اور ان کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی خوبی پیش کی۔ بجائے اسکے کہ پنڈت صاحب کوئی تحقیقی جواب دیتے۔ اپنے اعتراض کو الزامی رنگ میں ٹالنا چاہا۔ پنڈت صاحب نے اپنی آخری تحریر میں حجر اسود کے بہشت سے نازل ہونے کا ذکر کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ میرے اس سوال کا جواب آج تک کوئی مولوی نہیں دے سکا۔ کہ حجر اسود کو بوسہ دینے میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے۔ اسپر ہماری طرف سے ابھی یہی کہا گیا تھا۔ کہ حجر اسود کے بہشت سے نزول کا حوالہ پیش کریں۔ تو پنڈت صاحب نے جواب دیا۔ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ جب کہا گیا قرآن مجید میں ہرگز مذکور نہیں۔ تو پنڈت صاحب نے کہا میں دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ تحریر لکھ دو۔ مولوی صاحب نے تحریر لکھ دینے کا اعلان کر دیا۔ پنڈت صاحب نے ساتھ ہی ایک ہزار روپیہ کی شرط پیش کی۔ جس کو منظور کر لیا گیا۔ مگر بعد ازاں پنڈت صاحب پر ایسا سناٹا طاری ہوا کہ وہ اپنے چیلنج کو ہضم کر گئے۔ اور پھر اس کا ذکر تک نہ کیا۔

ہم اب بھی پنڈت صاحب کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ حجر اسود کے بہشت سے نازل ہونے کا حوالہ قرآن کریم کی کسی آیت سے پیش کریں۔ لیکن اُمید نہیں کہ تاقیامت وہ ایسا کر سکیں۔

غلام مصطفےٰ احمدی سب اسسٹنٹ سرجن سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لائلپور

اعلان نظارت دعوۃ و تبلیغ

احباب کو معلوم ہے کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کا تعلق اب کچھ عرصہ سے نظارت امور خارجیہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ابتک بعض خطوط اس کے متعلق دفتر دعوۃ و تبلیغ میں آتے ہیں۔ جو ایک طرف تو ہمارے کام میں کسی قدر زیادتی کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے ان کو بھی جواب ملنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کے متعلق براہ راست ناظر صاحب امور خارجیہ سے خط وکتابت فرمایا کریں۔ ورنہ جواب میں تاخیر کی وجہ سے صیغہ دعوت و تبلیغ ذمہ وار نہ ہوگا۔

(۲) یکم جون سے صیغہ ہائی بک ڈپو۔ گلوب ٹریڈنگ ایجنسی اور گٹ فیکٹری جن کا تعلق اس سے پہلے نظارت ہذا سے تھا۔ نظارت تجارت کے نام سے الگ کر دئے گئے ہیں۔ اور ان صیغوں کے انچارج جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام ایسے امور کے متعلق جو ان صیغوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ احباب براہ راست ناظر صاحب تجارت قادیان کے پتہ پر خط وکتابت فرمائیں۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔

احمدیہ گزٹ قادیان کی نسبت اطلاع

خدا کے فضل سے احمدیہ گزٹ کا نمبر اوّل بہت مقبول ہوا ہے۔ ہر انجمن احمدیہ پر تو اسکی خریداری لازم ہی ہے اس لئے سب انجمنوں کے نام جاری کر دیا گیا ہے۔ ہر انجمن احمدیہ کے جنرل سکرٹری کو چاہیئے کہ ایک ایک روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام چندہ کے ساتھ بھجوا دیں۔ اور یہ لکھ دیں کہ یہ احمدیہ گزٹ کے لئے ہے۔ باقی جو احمدی مبایعین اپنے شوق سے احمدیہ گزٹ کے خریدار بننا چاہیں۔ ان کے لئے لازمی ہے۔ کہ ایک روپیہ کا محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام منی آرڈر بھیجیں۔ اور منی آرڈر کی رسید کا حوالہ دیکر یا کوپن جناب ناظر صاحب تالیف وتصنیف قادیان کے نام خریداری کی درخواست بھیجیں۔ بعد ضروری کارروائی وہ خریداری منظور فرمائیں گے تو فوراً گزٹ جاری کر دیا جائیگا یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمدیہ گزٹ کسی کے نام وی پی نہیں ہوگا۔ اس لئے اسکی قیمت بذریعہ منی آرڈر وصول ہونی چاہیئے ورنہ گزٹ جاری نہیں کیا جائے گا۔ جن دوستوں کے نام انکی درخواست پر گزٹ جا چکا ہے۔ وہ جلد ایک ایک روپیہ بھجوا دیں۔ ورنہ دوسرا نمبر انکو روانہ نہیں ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کر لیا جائے کہ اگر گزٹ پندرہ روزہ نکلا۔ تو دو روپے قیمت ادا کرنا ہوگی۔ اور عام اعلان کیا جاتا ہے کہ جو جو صاحب گزٹ کے خریدار بننا چاہیں۔ جلد بن جائیں۔ تاکہ اس تعداد کے مطابق گزٹ چھپے۔ بعد میں نہیں ملیگا۔

مینجر احمدیہ گزٹ۔ قادیان

تلاش عزیز

میرا چھوٹا بھائی بشیر احمد جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں فورتھ ہائی میں تعلیم پاتا ۱۴ر جون سے کہیں چلا گیا ہے۔ بعض لڑکوں سے اس نے ذکر کیا کہ میں لاہور جا کر موٹر ڈرائیوری کا کام سیکھوں گا۔ جملہ احمدی برادران کی خدمت میں عموماً اور احباب جماعت احمدیہ لاہور کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے۔ کہ اگر کسی صاحب کو وہ ملے تو اسکو بحفاظت اپنے پاس ٹھہرا کر مجھے بذریعہ تار مطلع فرمائیں۔ عزیز کی عمر

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۱۸ جون سنہ ۱۹۲۶ء

دمشق میں تبلیغ احمدیت کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ریویو مبلغین دمشق کے کام پر

مبلغین دمشق جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب کی خدمات دینیہ

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو ان کے دمشق سے واپس تشریف لانے پر طلباء مدرسہ احمدیہ نے جو ایڈریس دیا۔ اس کے جواب میں اول الذکر نے مختصر تقریر کی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دمشق میں تبلیغ احمدیت اور مبلغین کے کام پر ریویو فرمایا۔ یہ دونوں تقریریں درج ذیل کی جاتی ہیں:-

جناب شاہ صاحب کی تقریر

میرے دل میں جو احساس ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ اس وقت میں اسے پیش کرتا ہوں۔ میرا دل تاثرات سے بھرا ہوا ہے۔ مگر اس وقت میں تفصیل سے بیان کرنے سے معذور ہوں۔ جب میں بصرہ سے روانہ ہوا۔ تو شاید ہی کوئی گھڑی مجھ پر ایسی گذری۔ کہ میں اس احساس سے خالی ہوا۔ اور بسا اوقات تو میں اس احساس کی وجہ سے اپنے آپ سے غائب ہو جاتا۔ ایسی حالت میں میری اہلیہ مجھ سے کہتی۔ تم کہاں ہو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا۔ وہ خجلت اور ندامت کا احساس تھا۔ جب میں یہاں سے آپ لوگوں سے جدا ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے گلے مل کر روانہ ہوا۔ اس وقت میری یہ کیفیت تھی۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عہد کیا تھا۔ کہ اگر تیری راہ میں جان دینے کا موقعہ پیش آئے گا۔ تو میں اس سے کبھی دریغ نہ کروں گا۔ اور اس امنگ کو لیکر میں گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی خاطر اپنی جان کی قربانی ڈھونڈوں گا۔ لیکن افسوس کہ جان صحیح سلامت لیکر واپس آ گیا۔ ممکن ہے خدا تعالیٰ مجھ سے کوئی اور کام لینا چاہتا ہو۔ مگر میں اپنے آپ کو ہر قسم کی قابلیت سے خالی پاتا ہوں۔ اس سفر میں جو کچھ ہوا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا۔ مجھے ندامت اور خجلت کا احساس ہے۔ اس لئے میں تفصیل سے حالات بیان نہیں کر سکتا۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ مجھے کوئی اور وقت مفصل بیان کرنے کے لئے دیا جائے گا۔ اس وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور دعا فرمائیں۔ میری جان کو جو مہلت ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں اسے قربان کرنے کی توفیق دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر

اس قسم کے ایڈریس اور دعوتیں جیسی کہ آج کی دعوت تھی دو غرضوں سے دی جاتی ہیں۔

ایک غرض

تو ان کے اندر یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی قومی خدمت کرنے والے کی خدمت کے ابتدا یا انتہا یا درمیان میں اس کے کسی خاص فعل کے متعلق ملک یا جماعت یا قوم کی طرف سے اظہار تشکر کیا جائے۔ تاکہ دوسرے لوگوں کے اندر اس طرح کام کرنے کے جذبات اور شوق پیدا ہو۔ اور جس نے کوئی خدمت کی ہے۔ اس کے قلب میں یہ خوشی پیدا ہو۔ کہ اس کی خدمات کو قبولیت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور اس کے افعال تحسین کی نظر سے خالی نہیں ہے۔

دوسری غرض

جو سیاسی ممالک ہوتے ہیں ان میں یہ ہوتی ہے کہ ایسے موقعہ پر کسی ایسے شخص سے جو ملک یا قوم کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اس کام کے متعلق بعض آراء خود سننا یا دنیا کو سنوانا چاہتے ہیں۔ ان کی غرض یہ نہیں ہوتی۔ کہ اظہار عقیدت کریں۔ یہ بھی ہوتی ہے۔ مگر اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی خاص واقعہ کے متعلق خاص شخص کی رائے معلوم کی جائے۔ سیاسی ممالک میں یہی غرض اہم سمجھی جاتی ہے۔ اور جو آزاد حکومتیں ہیں۔ ان میں موقعہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ کسی خاص بات کا ذکر کیا جائے۔

میں اس تقریب سے آج زیادہ تر اسی قسم کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔

اظہار شکریہ

جو کسی مبلغ کی واپسی پر جماعت میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ طبعی بات ہے۔ اور یہ وہ پیمانہ ہے۔ جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے قلوب میں تبلیغ کے متعلق کیا جذبات موجزن ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ وہ بطور مقیاس کے ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارے اندر تبلیغ کے متعلق جوش بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے۔ یا اپنی جگہ پر قائم ہے۔ پس طلبار مدرسہ احمدیہ نے شاہ صاحب کا جو شکریہ ادا کیا ہے یہ

طبعی بات

ہے۔ اور اس کا جو شاہ صاحب نے جواب دیا ہے۔ وہ بھی طبعی ہے۔ انسان نے خواہ کوئی کام کیا ہو۔ یا نہ کیا ہو۔ اس کی طرف سے

ایک ہی جواب

ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے عجز کا اعتراف کرے۔ اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تعریف کرنے والوں کا شکریہ ادا کرے۔ بسا اوقات یہ تکلف سے ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات جذبات قلبی سے اس نے کام کیا ہوتا ہے۔ اور مفید کام کیا ہوتا ہے۔ مگر خیال کرتا ہے کہ تہذیب اور تمدن۔ اخلاق اور رسوم کے خلاف ہے۔ کہ اس کا اعتراف وہ خود کرے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر اپنے کام کا اظہار میں خود کروں گا۔ تو لوگ اس کا اظہار چھوڑ دینگے۔ لیکن اگر میں اظہار نہیں کروں گا۔ تو دوسروں کے ذکر کرنے پر

قند مکرر

کا مزا آئے گا۔

میں اس طبعی جواب سے جو میں سمجھتا ہوں۔ شاہ صاحب نے

مومنانہ حیثیت

سے قلبی اثرات کے ماتحت دیا ہے۔ اس

سفر کے حالات پر ریویو

کرنے کا فائدہ اٹھاتا ہوں۔

دمشق کے متعلق حضرت مسیح کی ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے اپنے ابتدائی کلام میں ایسے امور بیان فرمائے ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ

دمشق آخری زمانہ

میں ایک خاص کام سرانجام دیگا۔ ان کاموں میں سے بعض کا وقت

تو آگیا ہے۔ اور بعض کا آنے والا ہے۔ اس وجہ سے دمشق
کی طرف جس شوق سے ہماری نگاہ اُٹھ سکتی ہے۔ دوسرے اس کا
اندازہ نہیں کر سکتے۔ ان پیشگوئیوں میں سے بعض کو پورا کرنے
اور بعض کے پورا کرانے کی تحریک کرنے کی غرض سے جب میں سفر
یورپ پر گیا۔ تو وہاں بھی گیا۔ اور انہی پیشگوئیوں کو پورا کرنے
کے لئے میں نے شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب کو
وہاں بھیجا۔ ان کے جانے کے بعد جو

دمشق میں تغیرات

ہوئے۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ دمشق کے متعلق جو کچھ میں نے سمجھا۔
وہ صحیح تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فعل نے اس کی تصدیق کر دی
قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک قوم جس پر خدا تعالیٰ
کی طرف سے عذاب آئے۔ وہ حق رکھتی ہے کہ خدا پر اعتراض
کرے۔ اگر اس کے پاس

عذاب سے پہلے

کوئی مبشر اور منذر نہ آیا ہو۔ اس سے بیشک یہ استدلال ہوتا
ہے۔ کہ نبی کے آنے کے بغیر عذاب نہیں آسکتا۔ لیکن اس سے
ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی قوم کے پاس
مبشر پہنچ جائیں۔ اور عذاب نازل نہ ہو۔ تو معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ
کے نزدیک ابھی وہ زمانہ نہیں آیا۔ کہ اس قوم کو مخاطب کیا
جائے۔ اور ابھی وہ زمانہ نہیں آیا۔ کہ اسے ہدایت قبول کرنے
کی دعوت دی جائے۔ دنیا کے تمام علاقے ایسے نہیں ہوتے
کہ ایک ہی وقت میں سب کو مخاطب کیا جائے۔ دنیا کے کئی
حصے ایسے ہیں۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
بعثت کے

تیرہ سو سال بعد (۱۳۰۰ سنہ)

نام پہنچا۔ پس اگر کسی قوم میں مبشر پہنچیں۔ مگر اس کے متعلق
خدا تعالےٰ کا فعل ظاہر نہ ہو۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ
کے نزدیک وہ قوم ابھی

انذار اور تبشیر کی مخاطب

نہیں سمجھی گئی۔ عام عذاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بعثت کے بعد دنیا میں رونما ہوئے۔ وہ اس ملک میں
بھی آسکتے ہیں۔ جہاں آپ کا نام نہیں پہنچا۔ مگر اس کے علاوہ

خاص عذاب

ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر جنگ کا اثر ساری دنیا پر پڑا تو ہندوستان
بھی اس سے محفوظ نہ رہا۔ اگر زلازل ساری دنیا پر آئے۔ تو
ہندوستان میں بھی آئے۔ اگر انفلوئنزا ساری دنیا میں پھیلا تو
ہندوستان میں بھی پھیلا۔ مگر باوجود اس کے ہندوستان پر علاوہ
عذاب بھی آئے۔ کیونکہ دنیا کے علاوہ یہ سب سے پہلے مخاطب قوم
سمجھی گئی۔ شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب کے جانے

کے بعد دمشق پر جو عذاب آیا۔ وہ بتاتا ہے کہ ہم نے جو

دمشق کے متعلق

سمجھا تھا کہ اس کے لئے انذار اور تبشیر کا وقت آگیا ہے۔
وہ درست تھا۔ ادھر میں وہاں گیا۔ پھر یہ مبلغ بھیجے گئے
اسکے بعد وہاں ایسا عذاب آیا۔ کہ دشمن بھی اعتراف کر رہے
ہیں۔ کہ تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ یہ اعتراف

خاص اہمیت

رکھتا ہے جس طرح زلزلوں کے متعلق یہ اعتراف اہمیت رکھتا ہے کہ جتنے اور جیسے
خطرناک زلزلے گذشتہ بیس سال میں آئے ہیں ویسے پہلے اتنی مدت میں کبھی نہیں آئے۔
دمشق پر جس قسم کا عذاب آیا۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ
اس قسم کے حالات کے ماتحت کسی جگہ بھی کبھی ایسا عذاب
نہیں آیا۔ کہ ایک ایسا شہر ہو۔ جسے حفاظت کرنیوالے بھی
مقدس سمجھتے ہوں۔ اور اس پر حملے کرنیوالے بھی مقدس قرار
دیتے ہوں۔ مگر باوجود اسکے اس شہر کو اس طرح تباہ و برباد کیا
جائے۔ یہ عذاب

استثنائی صورت

رکھتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دمشق مخاطب
ہو گیا ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ دمشق کی تبلیغ کا وقت ابھی نہیں آیا
خدا تعالیٰ کے فعل کو عبث قرار دینا اور اسکی سخت ہتک کرنا ہے۔
اسکے بعد میں اس

طریق عمل پر ریویو

کرتا ہوں۔ جو شاہ صاحب نے وہاں اختیار کیا۔ میرے خیال میں انکی
راہ میں ایسی مجبوریاں تھیں۔ جن کا انہیں جاتے وقت وہم بھی نہ
تھا۔ شاہ صاحب وہاں اس اُمید پر گئے تھے۔ کہ ان کے وہاں دوست
ہیں۔ جن کے ساتھ ملکر وہ کوئی عظیم الشان کام کرینگے۔ مگر
جب وہاں پہنچے۔ تو

جنگ شروع ہو گئی

اور انکی اُمنگیں پوری نہ ہو سکیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ
اگر دو آدمی آپس میں لڑیں۔ تو لوگ دوکانیں بند کرکے اور پیشہ ور
اپنا کام چھوڑ کر لڑائی کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اور پھر کئی دن
تک وہ بات لوگوں کی زبان پر جاری رہتی ہے۔ اور یہ طبعی
بات ہے۔ کہ اردگرد جو بات ہو۔ اس کا نقش انسان کے دماغ میں
قائم رہتا ہے اور لوگ چاہتے ہیں کہ اس کے متعلق مختلف باتیں
سنیں۔ اسکی روایات پر اطلاع پائیں۔ پس جب

دو آدمیوں کی لڑائی

کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تو جہاں تمام آبادی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑی
ہو۔ اور مقابلہ گورنمنٹ سے ہو۔ بہت سے افراد اپنی جائدادوں
اور وطنوں کو چھوڑ کر اس خیال سے نکل کھڑے ہوں کہ ہم جنگل
کے درندوں سے گذارہ کر لینگے۔ لیکن اس حکومت کے ماتحت

رہینگے۔ اس قوم کو تبلیغ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میں ان دوستوں
کے خیال پر تعجب کرتا ہوں۔ جو کہتے ہیں۔

شام میں تبلیغ

مؤثر نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں۔ ان معترضین میں سے بہت ایسے ہونگے
جو ایسے مقام پر ان حالات میں رہنا پسند کرینگے اور بیسیوں ایسے ہونگے
جن کے رشتہ دار شور ڈالدینگے کہ انکو وہاں کیوں رکھا گیا ہے جہاں
دن دہاڑے چھاپے پڑتے ہیں۔ کبھی کوئی حصہ شہر کا مورچہ بنتا ہے۔
کبھی کوئی۔ اور گورنمنٹ کی یہ حالت ہے کہ اس نے امن قائم رکھنے کے لئے جو
پولیس رکھی ہوئی ہے۔ دشمن حملہ کرتا ہے۔ اور پولیس کی وردیاں تک چھین کر
لیجاتا ہے۔ ایسی حالت کا اندازہ لگاؤ۔ اور پھر دیکھو کہ وہاں رہنا کس قدر
مشکل ہے۔ جہاں کبھی دو دن پے در پے چوریاں ہو جائیں تو لوگوں کے چہروں
سے فکر کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ حالانکہ چوریوں اور اس لڑائی میں
بہت بڑا فرق ہے۔ چور روپیہ چرانے کیلئے آتے ہیں جان لینے کے لئے نہیں آتے
لیکن باغی روپیہ بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جان بھی لیتے ہیں پھر چور رات
کے وقت آتا ہے۔ اس کے آنے کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے کہ فلاں وقت
تک لوگ جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اسکے بعد آئے۔ پھر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ
ایسی جگہ جائے جہاں سے کچھ مل سکے۔ ان باتوں کی وجہ سے اس کا

دائرہ عمل

محدود ہوتا ہے۔ مگر باغی کا چونکہ ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگوں کے
دلوں میں خوف پیدا کرے۔ تاکہ وہ حکومت سے بیزار ہو جائیں۔ اور حکومت
کا رعب مٹ جائے۔ لوگ سمجھنے لگ جائیں۔ کہ وہ ان کی جان و مال
کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ ان کے مدنظر ٹیررزم ہوتا ہے۔ خطرہ
پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی کی جان اس لئے نہیں لیتے۔ کہ ان کا
دشمن ہوتا ہے۔ بلکہ وہ بسا اوقات دوست کو بھی مارتے ہیں تاکہ
لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بھی پیدا کر سکیں کہ حکومت اس کی حفاظت
نہیں کر سکتی۔ پھر ایسی حکومت کا کیوں ساتھ دیں۔ ان حالات میں
جو مشکلات

ہمارے دمشق کے مبلغین

کے راستہ میں تھیں۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ کثیر تعداد ایسے
لوگوں کی ہوگی۔ جو ایسے حالات میں ایسی جگہ ٹھہرنے کے لئے بھی تیار نہ ہونگے
چہ جائیکہ کوئی کام کرے۔ چنانچہ جنگ کے زمانہ میں جبکہ ہزار ہا جہاز چلتے
تھے۔ اور ایک فیصدی سے زیادہ ڈوبتے نہ تھے۔ اسوقت کسی مبلغ کو یورپ بھیجنے کے لئے تیار کیا
جاتا تو اسکے رشتہ دار کہہ اٹھتے کہ ایسے خطرہ کے موقعہ پر کیوں بھیجا جاتا ہے حالانکہ
خشکی کی لڑائی کے مقابلہ میں سمندر میں بہت کم خطرہ تھا اور کجا یہ کہ عین
جنگ میں کوئی شخص رہے ÷
ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے شام کے مبلغین نے جو کام کیا وہ اس حد تک

تعریف کے قابل

ہے کہ انہوں نے تبلیغ کو جاری رکھا۔ اور وقت کو خطرات کی وجہ سے
ضائع نہیں کیا۔ پہلی خوبی تو ان کی یہ ہے کہ انہوں نے حالات کے

اس قدر خطرناک ہو جانے پر یہ نہ کہا۔ کہ ہمیں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ نہ کہ میدان جنگ میں رہنے کے لئے اس لئے ہمیں واپس بلا لیا جائے۔ یہی ان کی خوبی دین اور سلسلہ سے محبت کی دلیل ہے۔ اور کئی ایک ایسے ہوتے جو کہ اٹھتے۔ کہ ہمیں جان کا خطرہ ہے۔ ہمیں واپس بلا لو۔ مگر

اس سے بھی بڑھ کر ان کی خوبی

یہ تھی۔ کہ صبح کسی کے گھر ڈاکہ پڑتا۔ باغی مال و اسباب لوٹ کر اور اکثر اوقات قتل کر کے چلے جاتے۔ اور شام کو ہمارے مبلغ اس گھر کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے ان کے ہاں پہنچ جاتے مجھے ان کی اس جرأت کے متعلق کوئی لفظ تو نہیں ملتا۔ مگر عام لوگ۔ اسے ڈھٹائی بلکہ بے حیائی کہیں گے۔ کہ عجیب لوگ ہیں۔ صبح کو اس گھر پر گولے برس رہے تھے۔ لوٹ مار ہو رہی تھی۔ اور شام کو یہ آگ کہتے ہیں۔ ہماری تبلیغ سن لو۔ ایسے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا اندازہ اس مثال سے ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کے ہاں کوئی مر گیا ہو۔ گھر والے اس کو دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے ہوں۔ وہ اس کا جنازہ اٹھانے کو ہی ہوں۔ کہ ایک مبلغ وہاں پہنچ جائے اور ان کا ہاتھ پکڑ لے۔ کہ میری باتیں سن لو حضرت مسیح موعود آ گئے ہیں۔ ان کو قبول کرو۔ ایسی حالت میں ان لوگوں کے احساسات کا اندازہ کر لو۔ جن سے یہ کہا جائیگا۔

تو ایسے موقعہ پر تبلیغ کرنا اور بھی

جرأت اور دلیری

کا کام ہے۔ اس کے لئے ہمارے دونوں مبلغ قابل تعریف ہیں اور انہوں نے وہ کام کیا ہے۔ جو ایسے حالات میں اور بہت سے لوگ نہ کر سکتے۔

پھر میں سمجھتا ہوں۔ ایسے موقعہ پر اپنے کام میں

توازن قائم رکھنا

بھی بہت مشکل کام ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ اس سے ہمدردی کیجائے اسکی حمایت کیجائے۔ اور ثوار چاہتے ہیں۔ ان کی حمایت کی جائے اور جب ایک وقت میں ایک فریق کی حکومت ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے وقت میں دوسرے کی۔ تو ایسی حالت میں طرفین کو راضی رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ بسا اوقات ایک فریق کی طرف انسان اس قدر جھک جاتا ہے۔ کہ دوسرے فریق والے ایک گولی سے اس کا کام تمام کر سکتے ہیں۔ ہمارے مبلغین کا یہ بھی ایک کام اور خدمت ہے۔ کہ انہوں نے فریقین میں توازن قائم رکھا۔ اور ایسا رویہ اختیار کیا۔ کہ نہ گورنمنٹ خلاف ہوئی۔ اور نہ باغی مخالف ہوئے۔ یہ نفسی جرأت اور نفسی بہادری کی علامت ہے۔ اور ساتھ ہی عقلمندی کی بھی۔ مگر باوجود اسکے میں یہ کہوں گا۔ کہ ہمارے مبلغین سے

ایک غلطی

بھی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ابتدائی دنوں میں انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا ہونے دیا۔ جو علمی مشاغل رکھتے ہیں۔ بحث و مباحثہ ان کا مشغلہ بن چکا ہوتا ہے۔ نہ کہ وہ کسی تحقیق حق کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذہب کے راستہ میں سب سے بڑی روک ہوتے ہیں۔ یہ روحانیت کے کیڑے ہوتے ہیں۔ ان کے طرز عمل کو دیکھکر بظاہر انسان یہ دھوکہ کھا جاتا ہے۔ کہ علمی تحقیق کر رہے ہیں۔ مگر دراصل یہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ اور جس طرح جب لکڑی کو گھن لگ جائے۔ تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ آرہ کشوں کی طرح کاٹ رہا ہے۔ کیونکہ گھن کی غرض تو اس لکڑی کو کھا جانا ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی جو کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے ان کی غرض حق کا حاصل کرنا نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے شغل کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ میرے نزدیک ہمارے مبلغوں سے غلطی ہوئی۔ کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنے گرد جمع ہونے دیا۔ جن کے مشاغل یہی تھے۔ کہ علمی بحثیں کرتے رہیں۔ مذہب بدلنا ان کی غرض نہ تھی۔ اور نہ اس کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بدلیں۔ تو اس لئے کہ دیکھیں دنیا کیا کہتی ہے۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ایک چیز کو خواہ مخواہ قبول کر لیتی ہیں۔ تاکہ دنیا دشمن ہو جائے۔ وہ کسی بات کو سنجیدگی سے قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے قبول کرتے ہیں۔ کہ ان کو

لڑائی میں مزا

آتا ہے۔ اب اگر لڑائی پیدا نہ ہو۔ تو وہ قبول کردہ بات کو چھوڑ کر کسی اور طرف چلے جائیں گے۔ پھر بعض دفعہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ فلاں جماعت میں ایسے خاص فوائد حاصل ہو سکیں گے۔ جن کی خاطر اپنے پہلے رویہ کو بدل دینا چاہیئے۔ ایسے لوگ اگر سلسلہ میں داخل بھی ہو جائیں۔ تو قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کو ارد گرد جمع ہونے دینا اور ان میں مشغول ہو جانا غلطی تھی۔ جس سے کام کو نقصان پہنچا۔ جو لوگ فائدہ اٹھا سکتے اور پھر فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ وہ پیشہ ور ہیں۔ تاجر ہیں۔ مزدور ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کو روٹی کمانے سے اتنی فرصت نہیں ہو سکتی۔ کہ علمی مشاغل میں پڑے رہیں۔ وہ چونکہ اس بات کے عادی ہوتے ہیں کہ اچھا کھائیں اور اچھا پہنیں۔ اس لئے زیادہ وقت وہ کمانے میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ کہ کھانا کہیں سے کھائیں اور علمی باتوں میں پڑے رہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اگر ہمارے مبلغ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو کامیابی ہوتی یا نہ ہوتی۔ ممکن ہے۔ ان کو تبلیغ کا جو موقعہ ملا۔ وہ اسی لئے ملا۔ کہ ان کے ارد گرد جمگھٹا ہوتا رہا۔ مگر بہرحال اس طبقہ کی طرف ابتدا میں توجہ نہیں ہوئی۔ اس غلطی کا یہ نتیجہ ضرور ہوا۔ کہ جن کو تبلیغ کی گئی۔ ان میں سے بعض کے قلوب میں تبلیغ نے

گہرا اثر

نہ کیا۔ اور جن پر اثر کیا۔ وہ وہی لوگ ہیں جو جدھر کی ہوا ہو۔ ادھر ہی جھک جاتے ہیں۔ بہرحال مبلغین نے جو کچھ ہو سکتا تھا۔ کیا۔ اور اب

مولوی جلال الدین صاحب

جس خطرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے جماعت کو ان کی قدر کرنی چاہیئے۔ کامیابی سے متعلق یہ

غلط اندازہ

ہے۔ کہ وہاں کتنی جماعت پیدا ہوئی ہے۔ یا یہ کہ وہاں سے کتنا چندہ آتا ہے۔ میں بھی اس طرح اندازہ لگایا کرتا ہوں۔ مگر ہر بات کا موقعہ ہوتا ہے۔ مختلف حالات کے ماتحت مختلف طریق اندازہ کے ہوتے ہیں۔ اب تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدائی فضل اس رنگ میں ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ کہ ہمارے مبلغ کا وہاں ٹھہرنا ہی اس کی کامیابی ہے۔ اور کچھ کام کرنا تو بڑی بات ہے۔

میرے نزدیک علاوہ اس اخلاص کے اظہار کے جو شام کے مبلغین نے کیا۔ اور

عین گولہ باری کے نیچے

تبلیغ کی۔ اس پر ہمارے دشمن بھی حیران ہیں۔ سفر میں اس بارے میں بعض غیر احمدیوں سے گفتگو ہوئی۔ تو انہوں نے ہمارے مبلغین کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور کہا آپ ہی کے مبلغ اصل کام کرنے والے لوگ ہیں۔ جو کسی خطرہ کی پروا نہیں کرتے۔ مجھے تعجب ہوگا۔ اگر غیر احمدی تو ہمارے مبلغین کی قدر کریں۔ مگر احمدی نہ کریں۔

میرے نزدیک شاہ صاحب نے اس سفر میں

ایک بڑا کام

کیا ہے۔ گو وہ ہوا اتفاقی ہے۔ وہ عراق کے متعلق ہے۔ بیاستاً یہ ایک ایسا کام ہے۔ کہ جو دور تک اثر رکھتا ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے تاریخ سے انس دیا ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں۔ کہ کوئی مورخ کونسے واقعات چنیگا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی مورخ ہمارے سلسلہ کے متعلق کتاب لکھے گا۔ تو وہ ایسے واقعات تو چھوڑ دے گا۔ جن کو اس وقت ہم لوگ اہم اور بڑے سمجھتے ہیں۔ مگر اس واقعہ کو لے لیگا۔ بعض واقعات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جو اپنے وقت میں بڑا شور برپا کرتے اور تہلکہ مچا دیتے ہیں۔ لیکن اگلی نسل کو ان کا خیال بھی نہیں آتا۔ یہی دیکھو اس وقت

انگلستان میں

جو سٹرائک ہوئی ہے۔ اس کی ایسی حالت ہے۔ کہ ممکن ہے حکومت تباہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ سٹرائک ٹوٹ جائے۔ لیکن خواہ کچھ ہو۔ ایک مورخ اس کا ذکر نہیں کرے گا لیکن لائڈ جارج کی تقریروں کا ضرور کرے گا۔ ان کے سفروں کا کرے گا۔ ہاں اگر اس سٹرائک کا یہ نتیجہ نکل آئے۔ کہ ملک میں بغاوت پھیل جائے۔ تب اس کو بھی لے لیگا۔ تو کئی کام ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے وقت میں بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ مگر مورخ کی نظر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ

دنیا میں کوئی تغیر

نہیں پیدا کرتے یا ان سے اس قوم کا کیرکٹر نہیں بنتا۔

عراق میں تبلیغ احمدیت کا رکنا

ایک عجیب بات تھی۔ کیونکہ ہماری ہی ایک ایسی جماعت تھی جس نے شریفی خاندان کی جائز امنگوں کی تائید کی۔ مگر باوجود اس کے جب اس خاندان کا آدمی عراق میں حکمران مقرر ہوا۔ تو باقی سب لوگوں آریوں اور عیسائیوں کو اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت تھی۔ مگر ہمیں نہیں تھی۔ یہ بات دو وجہ سے خالی نہیں تھی۔ اول یہ کہ جو خدمات ہم نے کی تھیں۔ وہ ان لوگوں تک نہیں پہنچی تھیں۔ یا یہ کہ وہ جانتے تھے۔ کہ ہم نے ان سے ہمدردی اور وفاداری کی ہے۔ لیکن حالات اس قدر ہمارے خلاف تھے کہ وہ ہمارے بارے میں کچھ نہ کر سکتے۔

یہ دونوں صورتیں

سیاسی نقطہ نگاہ

سے ہمارے لئے خطرناک تھیں۔ کوئی قوم دنیا میں بغیر دوستوں کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مدینہ میں یہودیوں سے صلح کی۔ پس ہمارے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ جب ہم بعض قوموں سے حق کی خاطر لڑائی کرتے ہیں۔ تو اگر بعض کو اس حق کے لئے دوست بنا سکتے ہیں۔ تو ان کو دوست بنائیں۔ اس سے زیادہ مجرم اور کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ جو اپنے لئے دشمن تو بناتی ہے۔ مگر دوست نہیں بناتی کیونکہ یہ سیاسی خودکشی ہوتی ہے۔ ہم نے شریفی خاندان کی حمایت کے لئے اپنے ملک کو دشمن بنا لیا۔ مگر اس خاندان کو بھی دوست نہ بنا سکے۔

لیکن اگر اس کو ہماری دوستی اور حمایت کا علم تھا۔ اور پھر وہ مدد نہ کر سکتا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ خطرناک زہر ہمارے خلاف پھیلا ہوا ہے۔ جس کا ازالہ ضروری ہے۔ شاہ صاحب وہاں اتفاقی طور پر گئے۔ شروع میں ان کی اتنی غرض معلوم ہوتی ہے کہ وہاں جا کر تبلیغ کریں۔ ممکن ہے ان کے مدنظر اور مفاد بھی ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں اور تھے۔ مگر انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ غرض وہ وہاں گئے۔ وہاں کے حالات ایسے ہیں۔ کہ گو وہاں کی حکومت انگریزوں کے ماتحت ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم

گورنمنٹ آف انڈیا

کے ذریعہ کوشش کر چکے تھے۔ مگر پھر بھی اجازت نہ حاصل ہوئی تھی۔ وہاں سے ہمارے کئی آدمی اس لئے نکالے جا چکے تھے کہ وہ تبلیغ کرتے تھے۔ اپنے گھر میں جلسہ کرنا بھی منع تھا۔ ان حالات میں کوشش کرکے کلی طور پر روک اٹھا دینا بلکہ وہاں ایسے خیالات پیدا ہو جانا جو ان کے دل میں

ہمدردی اور محبت

ثابت کرتے ہیں۔ بہت بڑا کام ہے۔ شاہ صاحب نے بتایا ہے۔ کہ وہاں ایک نیا کالج بنایا گیا ہے۔ اس کے متعلق انہیں کہا گیا۔ کہ آپ پروفیسر بھیجیں۔ جو اس کالج میں دینی تعلیم دیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دل میں ہماری وقعت پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے بڑھکر اندازہ ایک تار سے ہو سکتا ہے۔ پچھلے دنوں بغداد میں جب طوفان آیا۔ اور بہت سا نقصان ہوا۔ تو ہم نے ہمدردی کا تار دیا تھا۔ اس کا جو جواب آیا۔ اس میں میرے متعلق لکھا تھا۔ کہ ہم ان کی خیریت کی خواہش کرتے ہیں۔

یہ کام اس قسم کا ہے۔ کہ سیاسی طور پر اس کے کئی اثرات ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے سمجھا جائے گا۔ کہ احمدی قوم

حکومتوں کی رائے بدلنے کی قابلیت

رکھتی ہے۔ مسلمانوں کے متعلق مخالفین نے کہا۔ کہ ابتدا میں یہ لوگ نادان اور جاہل تھے۔ مگر انہوں نے ایک قوم بنائی اور پھر اس میں سے عقلمند پیدا ہو گئے۔ لیکن بعد کے لوگوں نے ایسے واقعات نکالے۔ جن سے عقلمندی اور دور اندیشی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے دانا اور عقلمند تھے۔ جنہوں نے ایسے آدمی پیدا کر دیئے۔ جنہوں نے اتنے اتنے عالیشان کام کئے۔

تو واقعات سے اندازے لگائے جاتے ہیں۔ کہ پہلے لوگوں نے کس رنگ میں کام کئے۔ ایک حکومت کا یہ حکم کہ احمدیوں کو تبلیغ کی اجازت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی ان کے خلاف بھی لکھے۔ تو بھی اس کو جواب دینے کی اجازت نہیں ہے۔ جب اس کے متعلق تاریخ نویس دیکھیگا۔ کہ اس بارے میں احمدیہ جماعت نے اپنی کوشش کو ترک نہیں کیا۔ اور اس وقت تک بس نہیں کی۔ جب تک بدلوا نہیں لیا۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ قوم جاہلوں کی قوم نہ تھی۔ بلکہ اپنے مفاد کے لئے تدبیر کرنا جانتی تھی۔ اور حکومتوں کی رائے بدلوا سکتی تھی۔ مورخ یہ نہیں دیکھا کرتا۔ کہ کوئی قوم کامیاب ہو گئی ہے۔ اس لئے ضرور وہ عقلمند قوم ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے۔ کامیابی بعض وقتی حالات اور اثرات سے بھی ہو جایا کرتی ہے۔ گو یہ غلط ہے۔ مگر

تاریخی پہلو

سے یہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ قوم کے افعال اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ جیتی یا اتفاقی طور پر۔ اگر اسے واقعات کی رُو سے معلوم ہو جائے۔ کہ وہ قوم سیاست سمجھتی تھی۔ صحیح تدابیر اختیار کر سکتی تھی۔ تو پھر اسے یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ قوم عقل اور تدبیر سے بڑھی ہے۔ اور اس جماعت کے بنانے والوں کو قوم کے خیر خواہ اور ہمدرد کہتا ہے۔

تو سیاسی لحاظ سے یہ

بہت بڑا کام

ہے۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی معرفت ہم نے اس بارے میں کوشش کی۔ اور اس نے لکھا بھی۔ کہ احمدیوں سے یہ پابندی دور ہونی چاہیئے۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ روکاوٹ پیدا کرنے والا افسر انگریز تھا۔ جس کے دل میں ہندوستانیوں نے یہ بٹھا رکھا تھا۔ کہ ادھر احمدیوں کو تبلیغ کی اجازت ہوئی۔ ادھر

سارے ملک میں بغاوت

ہو جائیگی۔ پس شاہ صاحب نے یہ بہت بڑی خدمت کی ہے گو اتفاق سے ہوئی ہے۔ مگر یہ بھی یونہی حاصل نہیں ہو جاتا۔ یہ ای

اخلاص کا نتیجہ

تھا۔ کہ وہ خطرات میں رہے۔ اور محض خدا کے دین کی خدمت کے لئے رہے۔ اس پر خدا تعالےٰ نے نہ چاہا۔ کہ وہ کسی کامیابی سے محروم رہیں۔ اس لئے ریسنہ میں اس نے سامان پیدا کر دیئے اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ کام اس رنگ کا ہے۔ کہ اگر ہم اسے آئندہ کے لئے مثال قرار دیں۔ اور ہوشیاری سے باتوں کو حل کریں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ سبق ہے۔ کہ عمدہ تدبیروں سے کام لیا جائے۔ تو بہت سی روکوں کو دُور کر سکتے ہیں۔

اس ریویو کے بعد میں اس تقریر کو ختم کرنے سے پہلے

طلباء مدرسہ احمدیہ کو نصیحت

کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ میں ان کے شکریہ کے جذبات کو قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مگر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ کوئی قوم اس وقت تک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے افراد اپنے اخلاق خاص طرز پر نہ ڈھالیں۔ اور وہ

ہمدردی اور محبت

کی تعلیم جو اسلام نے دی ہے۔ اور کسی مذہب نے نہیں دی۔ ایک پنڈت اپنے پیروؤں کو کیا سکھاتا ہے۔ وہ صرف پھیرے دینا جانتا ہے۔ مگر اسلام نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ ملکی۔ قومی۔ تمدنی فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور ان کا بیان کرنے والا مولوی ہے اسی طرح عیسائی پادری کیا بیان کرتا ہے یہی کہ مسیح گنہگاروں کو

بچا لیگا۔ کوئی ایسی تعلیم پیش نہیں کرتا۔ جو روزانہ زندگی میں کام آسکتی ہو۔ اس وجہ سے جو اثر ایک مولوی کی باتوں کا ہونا چاہیئے۔ اس کا ہزارواں حصہ بھی پادریوں کی باتوں کا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مولوی جو کچھ بیان کرتا ہے۔ اس کا اثر

روزانہ زندگی

پر پڑتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مولوی کی بہت زیادہ قدر ہو۔ اور پادری کی نہ ہو۔ مگر اس کے اُلٹ نظر آتا ہے۔ یورپ مذہبی لحاظ سے دہریہ ہو گیا ہے۔ مگر پادری جہاں بھی چلا جائے۔ لوگ اس کی باتوں پر کان دھریںگے۔ اسی سٹرائک میں جو ولایت کے مزدوروں نے کر رکھی ہے۔ آرچ بشپ آف کنٹربری نے ایک اعلان سرکاری اخبار میں شائع ہونے کے لئے بھیجا۔ جو نہ شائع کیا گیا۔ اس پر پارلیمنٹ میں سوال کیا گیا۔ کہ کیوں اعلان شائع نہیں ہوا۔ آخر گورنمنٹ کو ماننا پڑا۔ کہ غلطی ہوئی ہے۔ اور اب جلد شائع کر دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پادریوں کی کس قدر قدر کی جاتی ہے۔ بیشک لوگ ان کی مذہبی باتوں پر ہنستے بھی ہیں۔ مگر ان کی قدر بھی کرتے ہیں۔ کہ ملک کو ترقی دینے اور اُٹھانے میں حصہ لیتے ہیں۔ ابھی ہم جب ولایت مذہبی کانفرنس کے موقعہ پر گئے۔ تو بڑے بڑے لوگ پادریوں پر ہنستے تھے۔ کہ وہ اس وجہ سے کانفرنس میں شامل نہیں ہوئے۔ کہ اس طرح لوگوں کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ

دنیا میں اور مذاہب

بھی ہیں۔ مگر کیا ہم اندھے ہیں۔ کہ یہ بات پہلے نہیں جانتے اس طرح پادریوں پر ہنستے بھی ہیں۔ ابھی ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ یورپ کے ۷۰ فی صدی لوگ

عیسائیت کے خلاف

ہیں۔ مگر باوجود اس کے پادریوں کی قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ تمدنی زندگی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور اگر ان کو نکالدیا گیا۔ تو حکومت کا سسٹم ٹوٹ جائے گا۔ وہ بات جو پادریوں کی قدر کراتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ پادری روزانہ گھر سے نکلتا ہے۔ ایک علاقہ میں چکر لگاتا ہے۔ غریبوں کے گھروں میں جاتا ہے۔ ان کی حالت پوچھتا ہے۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرتا ہے۔ کوئی بیوہ ہو۔ جسے خرچ کی تنگی ہو۔ اُسے لوگوں سے چندہ کر کے خرچ پہنچاتا ہے۔ مالدار لوگوں کو غربا کی مدد اور ہمدردی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا کوئی قوم برداشت کر سکتی ہے۔ کہ ان کو نکالدیا

جائے۔ وہ ان کی قدر کرتی ہے۔ اور انہیں عزت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ آپ لوگ بھی اگر کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح لوگوں کی ہمدردی حاصل کریں۔ محض

مذہبی مباحثے

کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بے شک آج لوگ لڑائی جھگڑے پسند کرتے ہیں۔ اس لئے مباحثوں کی قدر کرتے ہیں۔ مگر کل ایسا نہیں ہوگا۔ آج کل پادری آدھ گھنٹہ لیکچر دے آتا ہے۔ جو پانچ سو یا آٹھ سو تنخواہ لیتا ہے۔ تو کوئی اسے یہ نہیں کہتا۔ کہ حرام خور ہے۔ لیکن ایک مولوی جو پانچ وقت نماز پڑھائے۔ مردے نہلائے۔ اور اور کام جو کہین کرتے ہیں۔ کرے۔ تو بھی یہی کہتے ہیں۔ حرام خور ہے کچھ نہیں کرتا۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ کہ پادریوں کے کام کو تمدنی طور پر مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو کوئی نکما نہیں کہتا لیکن مولوی چونکہ تمدنی لحاظ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے اس لئے ان کو نکما سمجھا جاتا ہے۔

ہماری جماعت کے مبلغین اور طالب علموں کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں سے تعلقات پیدا کریں۔ ان سے ہمدردی اور محبت پیدا کر کے انہیں اپنی طرف مائل کریں۔ اس کے بغیر کوئی مقامی مبلغ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سیاسی کام تو وہ کوئی کرتا نہیں۔ اس لئے لوگ اس سے ایسے کام کی توقع رکھتے ہیں۔ جو باتوں تک محدود نہ ہو۔ بلکہ

عملی زندگی

پر اس کا اثر ہو۔ اس لئے ہمارے طالب علموں اور مبلغوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنے اندر انکسار، عجز، محبت، غربا کی مدد کرنے کی قابلیت پیدا کریں۔ دوسرے لوگوں کو محتاج لوگوں کی امداد کی تحریک کر سکیں۔ یہ ایسے کام ہیں۔ جن کے ذریعہ سلسلہ کو

حقیقی فائدہ

پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ باتیں بچپن میں ہی پیدا کی جا سکتی ہیں عیسائی پادری کی اٹھان ہی ایسی ہوئی ہے۔ کہ وہ کسی کی خدمت کرتے ہوئے شرم محسوس نہ کرے۔

اس وقت میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہہ چکا ہوں۔ اور

دُعا

پر اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کے اخلاص کو قبول فرمائے۔ اور مولوی جلال الدین صاحب کی حفاظت کرے۔ ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور وہ طلبا جنھوں نے اس وقت اظہار اخلاص کیا ہے۔ ان کو بھی اس برکت سے حصہ دے ؎

آبؔ - اُمؔ اور ربؔ

الفضل مورخہ ۸ جون میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری کا ایک نوٹ عنوان بالا کے ماتحت شائع ہوا ہے۔ جس میں مولوی صاحب نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ انجیل کا خدا کو آبؔ کہنا اور ویدکا اس کو ماں کہنا بمقابلہ قرآن مجید کے ربؔ فرمانے کے بالکل ناقص مفہوم کو خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کے لئے پیش کرنا ہے کیونکہ جو جامعیت ربؔ میں ہے۔ وہ نہ آبؔ میں ہے نہ اُمؔ میں

اس مضمون کے متعلق خاکسار بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے دو وجہ سے اب اور اُم کے الفاظ خدا کے لئے استعمال نہیں فرمائے۔

(۱) ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ گو قرآن مجید کے نزدیک اسلامی خدا باپ کی تربیت اور ماں کی شفقت و محبت کا جامع ہے مگر ان الفاظ کے استعمال سے وہی غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی جس غلط فہمی نے کروڑوں عیسائیوں کو شرک جیسی گندی دلدل میں پھنسا کر تباہ کر دیا۔ کہ وہ ابن اور اب کے الفاظ سے بجائے مجاز کے حقیقت کی طرف اور بجائے بائبل کے تمثیلی مفہوم کے اصلی مفہوم کی طرف جھک گئے خدا کی پاک ذات کو توالد و تناسل اور ابوت و ابنیت کے نقص میں مبتلا ماننے لگے۔ اور اس طرح ایسے جرم کے مرتکب ہوئے۔ کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ پس قرآن مجید نے آبؔ کی تربیت کا تو خدا کے حق میں اقرار کیا۔ مگر لفظ آبؔ سے اسکو بالا قرار دیا۔ اور ماں کی محبت و شفقت تو اس ذات بابرکات کے حق میں تسلیم کی۔ مگر لفظ ام کے استعمال سے احتراز کیا تاکہ مسلمانوں کو وہی ٹھوکر نہ لگے۔ جو عیسائیوں کو لگی۔ چنانچہ واقعات پر نظر ڈالو۔ تو دیکھو گے۔ کہ قرآن مجید کی یہ تدبیر کیسی کارگر نکلی۔ کہ باوجود اس کے کہ بہت سے مسلمان بھی مختلف شرکوں میں مبتلا ہیں۔ مگر اتخاذ ولدؔ سے گمراہ سے گمراہ فرقہ کا دامن بھی پاک ہے ؎

دوسری وجہ وہی مولوی صاحب کی بیان کردہ ہے۔ کہ آبؔ اور اُمؔ کا مفہوم ناقص ہے۔ اور رب کا مفہوم کامل ہے۔ مگر میں اسکو ذرا تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسانی زندگی کا دور جو ہمارے مشاہدہ اور علم میں آتا ہے۔ نطفہ سے شروع ہو کر موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ اب ہمارا عیسائیوں اور آریوں سے سوال ہے کہ کیا اب کی ابوت اور اُم کی امومت نطفہ سے شروع ہو کر موت تک کام آتی ہے یا ان کا دور درمیان میں رہ جاتا ہے؟ اس کا جواب یہی ہوگا

--- جائے گا۔ اور یہی دیا جا سکتا ہے۔ کہ زندگی کے آخر تک یہ نسبتیں کام نہیں دیتیں۔ بلکہ ان کا دور ایک محدود وقت کے لئے ہے۔ دیکھو ایک خاوند اپنی بیوی کے پاس گیا۔ اور نطفہ ڈالتے ہی فوت ہو گیا۔ اب اگر وہ نطفہ قرار پا گیا ہے تو وہ شخص اَبْ تو بن گیا۔ مگر کیا یہ ابوت بچے کے کام آئے گی۔ یا اس کی آیندہ زندگی میں اس کی ضروریات کی متکفل ہو گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ تو مر کر خاک ہو گیا پس ابوت تو ہے۔ مگر کیسی؟ بے کار و ناقص۔ کہ پانی کا ایک قطرہ ڈالکر آپ معدوم ہو گئی۔ اب اس دنیا میں آنے والے نئے مہمان کی روحانی اور جسمانی تربیت۔ اس کی اصلاح اس کی ضروریات کی فراہمی کونسا اَبْ ہے۔ جو کر سکتا ہے؟ پھر اُمومت کو دیکھو۔ وہی نطفہ ۹ ماہ کے بعد ماں کے پیٹ سے بچہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اور جننے والی مر جاتی ہے اب ماں ہونے کی نسبت تو ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئی۔ اور قیامت تک لوگ اسکو اس بچے کی ماں کہیں گے۔ مگر کیا اُمومت اس بچے کی آیندہ زندگی کی متکفل ہو گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو کیا فائدہ اس اُمومت کا۔ اور کیا نفع اس تعلق و نسبت کا؟ دیکھو اب یہ بچہ بڑھے گا۔ جوان ہو گا۔ شادی کریگا۔ اولاد ہو گی۔ دنیا میں بڑے بڑے عہدوں اور مرتبوں پر فائز ہو گا۔ ہر قسم کے جسمانی فوائد سے متمتع اور روحانی فیوض سے منتفع ہو گا۔ یہ سب کچھ ہو گا۔ مگر نہ ابوت کے وسیلہ سے نہ اُمومت کے ذریعہ سے۔ پس کیسا ناقص ثابت ہوا ابوت کا مفہوم۔ ہم پانی کا ایک قطرہ تھے۔ کہ اَبْ ہم کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور کیسی ناقص ہے اُمومت کی نسبت کہ ہم مضغہ گوشت تھے۔ کہ ماں ہم کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ مگر قربان جاؤں رَبّ پر۔ کہ کچھ ہو جائے۔ وہ ہم کو کبھی نہیں چھوڑتا جب ہم نطفہ تھے۔ تب بھی الم نخلقکم من ماء مھین اسی نے ہم کو انسانی شکل دی۔ اور جب ہم ماں کے پیٹ سے نکلے۔ اور ماں عدم آباد کو سدھار گئی۔ تب بھی اسی کی ربوبیت ہمارے کام آئی۔ پس اَبْ یا اُم کا لفظ اس لئے خدا کے حق میں نہیں بولا گیا۔ کہ ان دو نو مفہوموں کا تعلق انسان کے ساتھ عارضی ہے۔ مگر ربّ کا لفظ ایسا جامع ہے۔ کہ کوئی زمانہ بھی ایسا ہم پر نہیں آ سکتا۔ کہ اس کا تعلق ہم سے قطع ہو۔ خود قرآن مجید صاف لفظوں میں فرماتا ہے:- والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ○ ما ودعک ربک و ما قلیٰ۔ یعنے ابوت و اُمومت کی نسبتیں تو امتداد زمانہ سے انسان سے جدا ہو جاتی ہیں۔ مگر والضحیٰ ○ والیل اذا سجیٰ ○ یعنے دن ہو یا رات۔ یعنی خواہ کوئی زمانہ ہو ما ودعک ربک و ما قلیٰ۔ خدا کی ربوبیت تجھ سے جدا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ یعنے ابوت نطفہ سے اور اُمومت وضع حمل سے لاحق ہو کر جوں جوں انسان جوان پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ یہ نسبتیں معدوم ہوتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں انسان اپنے پیروں پر کھڑا ہوتا جاتا ہے۔ ان تعلقات کا محتاج نہیں رہتا۔ مگر ربوبیت کا یہ حال نہیں۔ اس کی تو ہر وقت ضرورت ہے بلکہ جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے۔ خدا کی ربوبیت کی احتیاج زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ پھر تصریح سے بطور دلیل کے فرمایا الم یجدک یتیماً فاویٰ۔ کہ اے ہمارے نبی کیا تجھ کو معلوم نہیں۔ کہ تیرا باپ تو تجھے حمل میں چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا۔ اور جب تو دنیا میں آیا۔ یتیم ہو کر ہی آیا۔ کیا ابوت تیرے کام آئی؟ یا ابوت نے تجھے کوئی نفع بخشا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ ہاں ہماری ربوبیت ہی تیرے کام آئی پس ابوت اور اُمومت ایسی نسبتیں ہیں۔ جو نہایت ناقص اور از حد غیر مکمل ہیں۔ اس لئے قرآن مجید ذات باری تعالیٰ کے متعلق نہ لفظ اَبْ استعمال فرماتا ہے۔ نہ لفظ اُم۔ بلکہ وہ اس کی طرف ایسی نسبت دیتا ہے۔ جو ہر وقت اور ہر زمانہ میں کام آنے والی چیز ہے۔ کہ جس کے بغیر انسان ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وہ نسبت ربّ ہے۔ کہ جس کا مفہوم ہے۔ عدم سے وجود میں لا کر مناسب حال تدریجی ترقی دے کر اور کمال تک پہنچا کر آیندہ ہمیشہ اپنی زیر نگرانی اسی کو قائم رکھنے والا۔ پس بے شک ہم کو اَبْ بھی پیارا ہے۔ اور اُم بھی پیاری ہے۔ مگر کیا کریں کہ یہ ہر حال میں ہمارے کام نہیں آتے۔ بلکہ بسا اوقات ہم کو چھٹتے چلاتے بے کس بے در بے گھر چھوڑ جاتے ہیں۔ اس لئے سب سے پیارا ہم کو ہمارا ربّ ہے کہ جس نے ہمیں نہ کبھی چھوڑا نہ چھوڑیگا۔

فسبحان اللہ رب العالمین

سید محمد اسحٰق۔ قادیان

وصیت کے حصہ آمد میں اضافہ

چودہری بدر الدین صاحب داروغہ مہمانخانہ قادیان اپنی چٹھی میں لکھتے ہیں گو میں عرصہ دراز کی بیماری سے ابھی نکلا ہوں مگر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے اور اپنی مالی کمزوری کے دور کرنے کا علاج خیال کرتے ہوئے گذارش کرتا ہوں۔ کہ میری تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ وضع کرنے کی بجائے حصہ آمد میں ۱/۸ حصہ دیا کروں گا۔

محمد سرور شاہ سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

مولوی ثناء اللہ کا حلف مؤکد بعذاب سے گریز

گذشتہ فروری ۱۹۲۶ء میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پشاور تشریف لائے۔ جو اس غرض سے بلائے گئے تھے۔ کہ حضرت احمد علیہ السلام کے خلاف کچھ بیان کریں۔ ہم نے ان کی خدمت میں ایک کھلا خط طبع شدہ ارسال کیا۔ اور ان سے مطالبہ کیا:-

(۱) اگر وہ حضرت عیسیٰؑ ناصری کو زندہ آسمان پر یقین کرتے ہیں ✤

(۲) اگر وہ حضرت احمد علیہ السلام کو اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب جانتے ہیں ✤

(۳) اگر انہوں نے واقعی حضرت احمد علیہ السلام کے آخری فیصلہ مورخہ ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۰۷ء دعا کا جواب منظوری میں دیا تھا۔

تو وہ خدا تعالےٰ کے نام پر حلف مؤکد بعذاب میعادی ایک سال اس طرح اٹھائیں۔ کہ اگر میں ان امور میں کاذب اور دروغگو ہوں۔ تو خداوند ذوالجلال مجھے اور میری اولاد کو ایک سال کے اندر اندر آسمانی عذاب سے ہلاک اور تباہ کر دے۔

مگر مولوی صاحب نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا کہ میں حلف مؤکد بعذاب نہیں اٹھا سکتا۔ انہیں اس امر پر آمادہ کرنے کی غرض سے دو خطوط بھی لکھے گئے۔ ان کا جو جواب آیا۔ وہ بھی صاف انکار اور فرار تھا۔ یہ خط و کتابت ہم نے ایک رسالہ "فتح مبین" نامی میں درج کر کے کثرت سے شائع کر دی۔ اور مولوی صاحب کو بھی رسالہ ارسال کیا۔

مولوی صاحب اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ ؍ اپریل ۱۹۲۶ء میں خدا کی قسم کے عنوان سے ایک مضمون لکھتے ہیں جس میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حلف مؤکد بعذاب سے گریز کیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"فروری سنہ رواں میں میں پشاور گیا۔ تو وہاں کی جماعت مرزائیہ نے حلف طلبی کا اشتہار دیا۔ ان کو بھی وہی جواب دیا گیا۔ کہ آئے دن کی حلف خوری بیکار ہے۔"

مگر مولوی صاحب اسی اخبار کے صفحہ ۲ کے حاشیہ پر تحریر کرتے ہیں:-

"پشاور کی مرزائیہ جماعت نے میری سفر پشاور کے متعلق ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں جی کھول کر جھوٹ لکھا ہے۔ جس کا مجھے ذرہ تعجب نہیں۔"

ہمارا جواب یہ ہے۔کہ:۔

ہمارے ٹریکٹ میں اوّل دو خطوط ہیں۔جو ہم نے جناب مولوی صاحب کو لکھے ہیں ۔

دوم مولوی صاحب کے جوابی رقعے ہیں ۔

سوم۔کیفیت جلسہ صدر پشاور کا تذکرہ کیا ہے۔جس میں مولوی صاحب کا حلف موکد بعذاب اٹھانے سے گریز کا ذکر کیا ہے ۔

چہارم۔مولوی کبیر احمد صاحب کے نام ایک خط ہے۔ اور ان کی طرف سے جواب ۔

پس مولوی صاحب نے جو یہ لکھا ہے۔کہ اس میں ہم نے جی کھول کر جھوٹ لکھا ہے۔ہم دریافت کرتے ہیں۔ان چاروں باتوں میں سے کون سے امر میں ہم نے جھوٹ بولا یا لکھا ہے ؟

(۱) کیا ہم نے آپ کو جو خطوط لکھے ہیں۔ان کی شائع شدہ نقل ہو بہو وہی نہیں۔اگر کچھ اور ہے۔تو ہمارے اصل خطوط کا عکس شائع کردیں۔ ع "تاسیہ روئے شود کہ دروغش باشد" ۔

(۲) یا جو جوابات آپ کے لکھے ہیں۔کیا ان میں ہم نے تصرف کیا ہے۔اور آپ کو انکار ہے۔آپ انکار شائع کریں۔ تو ہم آپ کے اصل رقعوں کا عکس شائع کرینگے ۔

(۳) کیا جلسہ کے متعلق جو رپورٹ ہے وہ غلط ہے۔یعنی آپ نے حلف موکد بعذاب اٹھانا منظور کیا تھا۔مگر ہم نے غلط لکھ دیا ہے۔کہ انہوں نے انکار کیا۔اگر یہی مدعا ہے تو آپ کا انکار کرنے کا اقرار اسی اخبار میں موجود ہے۔جو یہ ہے کہ :۔ "ان کو یہی جواب دیا گیا۔کہ آئے دن کی حلف خوری بیکار ہے"۔

ہاں اگر آپ باوجود اس انکار کے اب مستعد ہیں۔تو چلو اب سہی۔اب ہمارے شائع شدہ الفاظ میں حلف موکد بعذاب اٹھا کر دیکھ لو ۔

(۴) اگر آپ کا منشاء یہ ہے۔کہ مولوی کبیر احمد صاحب کو جو خط لکھا ہے یا جو جواب ان کی طرف سے شائع شدہ ہے۔یہ درست نہیں۔تو ہمارے پاس ان کا اصل خط موجود ہے۔اور ان کے پاس ہمارا خط موجود ہوگا۔وہ ہمارے خط کو شائع کریں اور ہم ان کے خط کا عکس شائع کرتے ہیں۔تا معلوم ہو وہ کونسا امر ہے۔جس میں ہم نے جی کھول کر جھوٹ لکھا ہے ۔

رہا مولوی صاحب کا ہمارے مطالبہ حلف موکد بعذاب میعادی ایک سال کے ہمارے الفاظ کو ترک کر کے صرف حلف قائم رکھنا اور اس پر بطور جواب خالی خدا کی قسم لکھ کر یہ کہدینا کہ آپ حضرت احمد علیہ السلام کو سچا نہیں جانتے۔یہ ہمارے مطالبہ کو پورا نہیں کرسکتا۔کہاں صرف حلف اور کہاں حلف موکد بعذاب۔کیا ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ۔

اگر صرف حلف پر مواخذہ کیا جاتا۔تو آج آپکی طرح لاکھوں لوگ جو کچہریوں میں حلف دروغ اٹھا جاتے ہیں سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔اگر ایسا نہیں تو آپ کا خالی حلف اور ان لوگوں کے اس حلف دروغ میں کیا فرق ہے جب تک کہ حلف موکد بعذاب نہ ہو۔اور فیصلہ خدا کے ہاتھ میں دیا جائے۔جس کو سن کر آپ پر موت وارد ہوتی ہے کیونکہ آپ کو یقین ہے۔کہ آپ اس میں دروغگو اور کاذب ہیں ۔

آپ خود کہتے ہیں۔کہ جماعت احمدیہ کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ موکد بعذاب میعادی ایک سال قسم کھائے جس میں ذکر ہو۔کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔تو ایک سال میں مجھ پر اور میرے عیال پر عذاب نازل ہو۔مگر جواب میں صرف یہ بات لکھتے ہیں۔کہ خدا کی قسم میں مرزا صاحب قادیانی کو الہامی دعویٰ میں سچا نہیں جانتا ۔

اس پر دیدہ دلیری یہ ہے۔کہ کہتے ہیں۔میں نے حلف اٹھائی ہے۔کیا آپ سے صرف اسی قدر مطالبہ تھا۔اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔تو آپ کا یہ فرمانا کس قدر لغو۔جھوٹ، فریب اور دھوکا ہے ۔

آپ کا یہ عذر کہ ریاست پٹیالہ میں مطالبہ کنندہ احمدیوں نے اتنا بھی نہیں لکھا۔کہ سال کے بعد وہ کیا کہیں گے۔یعنی بعد حلف اگر میں سال کے اندر اندر مرگیا تو بقول تمہارے جھوٹا ہوا۔لیکن سال تک زندہ رہا۔تو پھر تم مرزا کو جھوٹا اور مجھے سچا مان لوگے۔اس کا کوئی ذکر تک نہیں کیا" ۔

لیکن جناب مولوی صاحب جماعت احمدیہ پشاور اور جماعت گوجرانوالہ کے اشتہارات میں تو یہ ذکر صاف الفاظ میں موجود تھا۔اس وقت کیوں نہ حلف موکد بعذاب اٹھا لیا۔آپ کا یہ عذر جو ریاست پٹیالہ کے مقابلہ میں پیدا کیا۔ان دونوں جماعتوں نے توڑ دیا۔مگر آپ نے پھر بھی حلف موکد بعذاب نہ اٹھایا۔ جہاں احمدیوں نے یہ عذر توڑ دیا۔وہاں حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مطالبہ کا سوال کیا۔اور جہاں یہ عذر دیا جاسکا وہاں اس طرح بیان کرکے جان چھڑائی ۔

اگر ہم نے جی کھول کر جھوٹ لکھا ہے۔تو جناب مولوی صاحب چلو یہی سہی۔آپ اس قدر کہدیں۔کہ جو کچھ فتح مبین میں شائع کیا گیا خلاف واقعہ اور جھوٹا ہے۔ اور جھوٹے پر خدا کی لعنت۔اور اپنے اخبار میں شائع کردیں ۔

خاکسار

محمد عبدالحق احمدی سکرٹری انجمن شبان الاحمدیین پشاور

چندہ خاص میں حصہ لینے والے

احمدیہ گزٹ میں بعض ان احباب کے اسماء گرامی کی فہرست دی گئی ہے۔جن کی طرف سے چندہ خاص کے وعدوں میں کسی نہ کسی خصوصیت کا اظہار ہوا ہے۔لیکن یہ فہرست مکمل نہ تھی۔ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔حضرت ام المومنینؓ۔اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و دیگر احباب قادیان کی فہرست دی جاتی ہے:۔

خاندان نبوت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ماکر

(۲) حضرت ام المومنین صاحبہ ماکر

(۳) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے ماکر

سو فیصدی کے حساب سے دینے والے

(۱) پیر منظور محمد صاحب (۲) مولوی عبداللہ صاحب سنوری - (۳) سید قاضی امیر حسین صاحب (۴) عبدالرحمٰن صاحب کاغانی ۔

پچاس فیصدی کے حساب سے دینے والے

(۱) خانصاحب ذوالفقار علیخانصاحب ناظر اعلیٰ - (۲) عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال (۳) جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ - (۴) مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی (۵) اہلیہ مولوی غلام احمد صاحب (۶) سید محمد اسماعیل صاحب ہیڈ کلرک مدرسہ ہائی (۷) شیخ احسان علی صاحب (۸) مستری عبدالرحمٰن صاحب (۹) حکیم محمد عمر صاحب (۱۰) میاں صدرالدین صاحب (۱۱) میاں لعل دین صاحب زرگر (۱۲) مستری دین محمد صاحب ۔

باوجود تکلیف اور تنگی کے دینے والے

(۱) شیخ محمد اکرام صاحب تاجر (۲) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی - (۳) میاں فضل دین صاحب دکاندار (۴) شیخ غلام نبی صاحب سیٹھی - (۵) شیخ فیروز علی صاحب (۶) میاں اللہ دتا صاحب چپڑاسی دفتر محاسب (۷) قاضی نور محمد صاحب ۔

یکمشت نقد دینے والے

(۱) ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب - (۲) قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل (۳) شیخ نورالدین صاحب تاجر (۴) شیخ نبیر محمد صاحب تاجر (۵) چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش (۶) جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق (۷) جناب سیٹھ ابوبکر صاحب تاجر آف جدہ (۸) ڈاکٹر نور بخش صاحب (۹) بابو نور احمد صاحب جوخنہ (۱۰) بھائی محمود احمد صاحب (۱۱) قاضی بشیر احمد صاحب کاتب (۱۲) شیخ غلام احمد صاحب نومسلم واعظ (۱۳) شیخ عبدالرب صاحب نومسلم (۱۴) مستری سلطان بخش صاحب ٹرنک ساز (۱۵) مولوی کرم الٰہی صاحب تاجر (۱۶) لعل خاں صاحب (۱۷) فضل محمد صاحب دالفضل (۱۸) منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ادجلہ (۱۹) چوہدری برکت علی خانصاحب ہیڈ کلرک بیت المال (۲۰) خواجہ معین الدین صاحب (۲۱) مولوی محمد علی صاحب (۲۲) حکیم فیروز الدین صاحب (۲۳) بابا محمد حسن صاحب (۲۴) منشی محمد یحییٰ خانصاحب محرر ڈاک (۲۵) خواجہ نصیر الدین صاحب (۲۶) منشی محمد الدین صاحب ملتانی محرر بہشتی مقبرہ (۲۷) چوہدری نور احمد خانصاحب محرر لنگر خانہ (۲۸) میاں فضل دین باورچی (۲۹) سراج الدین مددگار باورچی (۳۰) دین محمد مددگار نانبائی (۳۱) اسماعیل صاحب نانبائی (۳۲) اللہ رکھا سقہ (۳۳) میاں محمد اسمٰعیل خادم مہمان خانہ (۳۴) میاں نورالدین خادم (۳۵) میاں غلام قادر مسجد (۳۶) حافظ سلطان احمد خادم مسجد (۳۷) میاں رحیم بخش باورچی (۳۸) منشی عبدالرحیم صاحب محرر امور عامہ (۳۹) حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجیہ (۴۰) منشی نور محمد صاحب محرر امور خارجیہ (۴۱) منشی غلام حسین صاحب محتسب (۴۲) منشی دین محمد صاحب کاتب الفضل (۴۳) مرزا محمد اشرف صاحب محاسب صدر (۴۴) سید محمود عالم صاحب محرر محاسب (۴۵) منشی کظیم الرحمٰن صاحب (۴۶) اللہ بخش نانبائی (۴۷) ولی محمد نانبائی (۴۸) نذر محمد چوکیدار (۴۹) حکمت اللہ چوکیدار (۵۰) محمد یونس چوکیدار (۵۱) میاں عبدالرحیم

(اشتہارات)

صابون سازی سیکھ کر سینکڑوں روپے ماہوار گھر بیٹھے کماؤ

احباب کرام! السلام علیکم۔ شایقین فن صابون سازی جب اس فن کے حصول کی خاطر سینکڑوں روپیہ برباد کر دینے کے باوجود بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ تو پھر آخر کار ہار کر بیٹھ رہتے ہیں۔ اور اس روپیہ اور قیمتی وقت کی بربادی کا غم انہیں تا عمر نہیں بھول سکتا۔ اگر حاصل ہو جائے۔ تو یہ وہ کیمیا ہے۔ جس کے سامنے ہزار ملازمت اور تجارت ہیچ ہے۔ جس کو چلانے کے لئے اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کر کسی غیر ملک یا علاقہ یا شہر میں پہنچنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایک مستقل مزاج اور نیک نیت انسان تھوڑے ہی عرصہ کے اندر چند پیسوں سے ہزاروں روپے گھر بیٹھے اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم سے پیدا کر سکتا ہے۔ احباب کے اس شوق و مراد کے پورا کرنے کے لئے یہ فن جو بعد مشکل اور پانی کی طرح روپیہ بہا دینے کے بعد حاصل کیا تھا۔ آج بصورت رسالہ شائع کر کے کوڑیوں کے مول آپ کی نظر کر دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے۔ جس میں بیسیوں تراکیب دیسی اور انگریزی صابون ۵ روپیہ فی من سے ۲۰ روپیہ فی من تک اور شن سنلائٹ۔ پیئر سوپ۔ سینڈل سوپ۔ کاربالک سوپ وغیرہ نہایت صحیح اور سہل طریق کے ساتھ جو بیسیوں بار تجربہ سے نکل چکے ہیں۔ بالکل شرح صدر سے درج کر کے ہر غلط ثابت کردہ نسخہ کے عوض یکصد روپیہ انعام بھی برائے تسلی رکھ دیا گیا ہے۔ تمام بے روزگار۔ قلیل آمدنی والے اور غریب بھائیوں اور اپنے فالتو وقت کو مفید اور ثمر ور بنانے کی فکر کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ آج ہی رسالہ منگوا کر اپنے شہر یا محلہ میں کام شروع کر کے اللہ کے فضل سے آسودہ حال ہو جائیں۔ کسی لمبے چوڑے سامان سرمایہ اور ملازم کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چند روپوں میں میاں بی بی ہر روز ایک دو گھنٹے میں دو من صابون تیار کر سکتے ہیں۔ جس میں دگنا منافع ناممکن نہیں۔ اس رسالہ کی قیمت جسے اس کی قیمت نہیں بلکہ اس نایاب ہنر کی ناچیز نیس خیال فرمانی چاہیئے۔ **صرف دس روپے** علاوہ محصول ڈاک ہے۔ والسلام۔

المشتہر

خاکسار:۔ محمد صدیق منیجر کارخانہ صابون صدر بازار چھاؤنی لاہور

کنارسی رونس

طاقت۔ قوت۔ صحت اور خوشی کی دوا،

کنارسی رونس:۔ جو نہایت مفید اور گہرا اثر پیدا کرنے والی دواؤں کا مجموعہ ہے۔ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اس کی خوبی کی گواہی دی ہے۔ **کنارسی رونس:۔** خون کو صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے۔ **کنارسی رونس۔** خون بڑھاتی ہے۔ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے۔ معدہ انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے۔ **کنارسی رونس:۔** دل کو خوش کرتی ہے۔ افسردگی کو دور کرتی ہے۔ اور تھکان کو مٹاتی ہے۔ **کنارسی رونس،** خون کی کمی۔ حبس۔ خنازیر۔ دل کی کمزوری۔ ریگ گردہ کی خرابی۔ پرانے ملیریا۔ ناصاف خون۔ دانتوں کی خرابی۔ بار بار ہونے والا نزلہ۔ دوری کھانسی اور پرانے نمونیا اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے۔

کنارسی رونس:۔ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایت ہی اعلیٰ علاج ہے۔ ایام کی بے قاعدگی۔ ایام میں درد ہونے خون کی قلت اور آزار کو فوراً دور کرتی ہے۔

ہم صرف اس وقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں۔ چوہدری بدر الدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ انہیں ۹ سال سے بواسیر تھی۔ اور سات آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی۔ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا۔ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا۔ خون کی شدت ایسی تھی۔ کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ جس دن کنارسی رونس کا استعمال کیا۔ اس دن سے فائدہ ہونے لگا۔ دل کا ضعف جاتا رہا۔ کام کاج کی طاقت آنے لگی۔ بخار جاتا رہا۔ علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی۔ اور مسوڑے پھولے ہوئے تھے۔ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا۔"

کنارسی رونس:۔ ہر بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ قیمت صرف عہ۔ تین شیشیاں للعہ۔ اگر دوا فروشوں سے نہ ملے۔ تو براہ راست ہم سے طلب کریں۔

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ایک ہزار روپیہ نقد لیجئے

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ (رجسٹرڈ) ضعف بصر۔ لکرے۔ خارش۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ کوہانجنی۔ رتوندہ۔ ناخونہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔

ریلوے انسپکٹر کی شہادت: جناب بابو فقیر اللہ صاحب پی ڈبلیو انسپکٹر گولڑہ جنکشن لکھتے ہیں۔ کہ میں نے کئی اشتہاری سرمے استعمال کئے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپکے سرمہ کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے۔ اسکے چند روز کے استعمال سے اب میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ اللہ آپکو اسکا اجر عظیم دے۔ فائدہ عام کیلئے آپ یہ شہادت ضرور شائع کر دیں۔ اور ایک تولہ سرمہ اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس شہادت کو جعلی ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد ملیگا۔

المشتہر: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

امیدوار و بچے جو کہ سٹیشن ماسٹر و ٹیلیگراف کا کام ریلوے و گورنمنٹ کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ بہترین کامیاب تعلیم۔ بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

سول ٹیلیگراف کالج۔ رجسٹرڈ۔ دہلی۔

تین آنہ میں گھر بیٹھے گورمکھی پڑھ لو

میرے پیارے عزیزو۔ اور بزرگو بندہ نے بڑی محنت سے گورمکھی استاد چھپوایا ہے۔ جسکے ذریعے سے اردو جاننے والے بھائی۔ ایک ہفتہ تک گورمکھی پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ تین آنہ کے ٹکٹ بھیجکر کتاب کو منگوالیں پسند نہ آنے پر قیمت واپس دیجائے گی۔ **المشتہر: منشی عبدالعزیز احمدی ہیڈ ماسٹر پرائمری سکول بھدی تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور۔**

دس کنال سفید زمین

عمدہ موقعہ پر مسجد مبارک کے نہایت قریب۔ جو تقریباً دو منٹ کا راستہ ہے۔ قابل فروخت ہے۔ قیمت چھ سو روپیہ مقرر ہے۔

خاکسار مرزا شریف احمد قادیان

اگر آپ بیکار ہیں۔ یا تنخواہ کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا۔ یا دوکان میں ترقی دینا چاہتے ہیں۔ تو سیکرٹری اسٹور کیپر عبید اللہ گنج جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کو لکھئے۔

نوٹس
نارتھ ویسٹرن ریلوے

آنے والے عشرہ محرم کی چھٹیوں میں جو مسافر نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ایک سو میل سے زائد ایک طرف کا سفر کریں گے۔ ان کے لئے واپسی کے ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو ۱۷ ماہ جولائی سے لے کر ۲۱ جولائی ۱۹۲۶ء تک مل سکیں گے۔ جس میں اول و آخر دونوں تاریخیں شامل ہیں۔ یہ ٹکٹ ۲۶ جولائی ۱۹۲۶ء تک کام آسکیں گے۔ ان واپسی ٹکٹوں کی شرح کرایہ حسب ذیل ہے۔

اول و دوم درجہ کے ٹکٹ ایک طرف کے پورے اور دوسری طرف کے تہائی کرایہ پر۔ درمیانہ درجہ کے ٹکٹ ڈیوڑھی کرایہ پر۔ باستثنائے کالکا و شملہ سیکشن کے جس پر سفر کرنے والے مسافروں سے ایک طرف کا پورا اور تہائی کرایہ وصول کیا جائے گا۔

دفتر ہیڈ کوارٹرز لاہور مورخہ ۴ جون ۱۹۲۶ء	ڈی ایچ بولتھ برائے ایجنٹ صاحب بہادر

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰
بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ داس رام ولد بھائی تلسی داس جاولہ سکنہ مگھیانہ مدعی بنام موکھا

دعوے ۵۸ روپیہ ۱۱ آنہ ۳ پائی

اشتہار بنام موکھا ولد داد و بلوچ سکنہ چک نمبر ۱۰ تحصیل جھنگ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعی علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعی علیہ مورخہ ۹/۶/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۹/۶/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کیلئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ **محمد احمد کمپنی قادیان۔**

عید کیلئے نادر تحائف

لنگی ٹپکا گولا سلک نمبر ۱-۶ گز و ۷ گز ہر وقت تیار رہتا ہے۔ ۷ فی گز۔ اسکے علاوہ آرڈر آنے پر تیار کیا جا سکتا ہے۔ نمبر ۲۔ ۴ فی گز۔ سلک نمبر ۱۔ ۱۵ فی گز۔ نمبر ۲۔ ۱۲ فی گز۔ دوپٹہ زنانہ گولا سلک عرض ۱½ گز طول ۳ گز۔ ۔ فی گز۔ ساڑھی جالدار عرض ۱½ گز۔ ۔ فی گز۔ ساڑھی خاکی عرض ۱ گز۔ ۔ فی گز۔ برائے قمیص عرض ۱۴ گرہ۔ ۱۳ فی گز۔ بی ٹائم پیس انسونیا۔ لانگ الارم۔ لانگ الارم کلٹیر۔ الارم ٹائم پیس ویلکیا۔ الارم ورپسٹر ٹائم پیس ویلکیا۔ الارم ٹائم پیس ویلکیا ریڈیم یعنی وقت پر جگانے اور اندھیرے میں وقت بتانے والا۔ الارم ٹائم پیس دفیس ریڈیم ہے۔ کاربولک ٹوتھ پوڈر (منجن دانت) دانتوں کو صاف اور منہ کو خوشبودار بنانے کے علاوہ دانت کے کیڑے مارتا ہے۔ ۲ فی تولہ۔ اکسیر دندان ہلتے دانتوں کو قائم کر دینا اس کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ فی تولہ۔ دسن کے مشہور کارخانہ کی رنگین عینکیں جو آنکھ کو دھوپ اور گرد و غبار سے محفوظ رکھنے کے لئے شہرہ آفاق ہیں۔ تمام فی عینک۔

المشتہر

مبارک اینڈ سنز لدھیانہ پنجاب

اگر فائدہ نہ ہو تو دام واپس
آنکھوں کے مریض فائدہ اٹھائیں

لمبے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ "گرنیول بکس" ککروں یعنی روہوں۔ لالی۔ آشوب چشم۔ پانی بہنے۔ نظر گھبرانے۔ خارش چشم۔ زخم چشم۔ دھند۔ غبار۔ ضعف بصر۔ مواد آنے۔ پلکوں کے جھڑ جانے کے لئے از حد مفید ہے۔ کثیر التعداد مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ بکس سو فیصدی مریضوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ چنانچہ بفضل تعالےٰ اس بھروسہ پر ہم یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی صاحب کو یہ بکس جسمیں مندرجہ بالا امراض کے لئے دوائیاں ہیں۔ استعمال کرنے سے کچھ مفید نہ ہو۔ تحریر آنے پر قیمت واپس کر دی جائیگی۔ آنکھوں کے مریض فائدہ اٹھائیں۔ سالہ رو ہے۔ ککرے سفت ہمراہ بکس۔ قیمت فی بکس کلاں پانچ روپیہ۔ خورد دو روپے۔

(ڈاکٹر عبد الرحمٰن موگا پنجاب)

ایک دو منزلہ مکان فروخت ہوتا ہے: محلہ دارالرحمت میں برلب سڑک کلاں میاں نظام الدین صاحب درزی کا دو منزلہ مکان جو عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ کافی فراخ ڈیڑھ کنال زمین میں۔ مالک مکان کو چونکہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ ساڑھے سات ہزار روپیہ لاگت ہے۔ جو احباب خرید نا چاہیں۔ مجھ سے قیمت کا تصفیہ فرمالیں۔

ممالک غیر کی خبریں

قسطنطنیہ ۵ جون - حکومت برطانیہ اور حکومت انگورہ کے نمائندگان نے مسئلہ موصل کے متعلق ایک معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں۔

ہنگری کے ایک شکست شدہ ڈپٹی نامی کاؤنٹ بتھیلین وزیر اعظم ہنگری کو اس کمرہ میں گھس کر جہاں لیگ کا اجلاس ہوا کرتا ہے منہ پر تھپڑ مارے - بعد میں اسکو گرفتار کر لیا گیا +

برٹش میوزیم کا جو کتبخانہ ہے - اس میں کل ۳۱ لاکھ کتابیں ہیں - جن کی الماریاں ۵۲ میل کی لمبائی میں پھیلی ہوئی ہیں - تیس آدمی ان کتابوں کی جھاڑ پونچھ کے لئے مقرر ہیں - پھر بھی بیان کیا جاتا ہے - کہ ایک کتاب کے پونچھنے کی نوبت کہیں آٹھ مہینہ میں جا کر آتی ہے۔

لنڈن ۷ جون - پریوی کونسل میں دو مزید ہندوستانی ججوں یا بیرسٹروں کا اختیار دیدیا گیا ہے۔

لنڈن ۱۱ جون - آج مکہ مکرمہ میں (سلطان) ابن سعود نے مؤتمر حجاز کا افتتاح فرمایا - اس مؤتمر میں مقدس بلاد حجاز کے مستقبل پر غور کیا جائے گا - ہندوستان - روس - جاوا - فلسطین - حجاز - مصر اور سوڈان کے نمائندے موجود تھے - مؤتمر کے صدر جناب شرف عدنان اور نائب صدر سید سلیمان ندوی مقرر کئے گئے۔

انگورہ ۸ جون - مجلس عالیہ ملیہ نے اس معاہدہ پر جو دربارہ ولایت - موصل ترکی و برطانیہ کے درمیان ۶ جون کو مکمل ہوا تھا - مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

قسطنطنیہ ۸ جون - معاہدہ موصل کی عبارت آج یہاں شائع ہو گئی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ حکومت عراق ان لوگوں کو عام معافی دیدے گی - جنہوں نے ترکوں کی محبت میں سرحدی علاقوں کے اندر جرائم کئے ہیں - مٹی کے تیل والے حصوں میں ٹرکی کی شرکت صرف ۲۵ برس تک محدود رہے گی۔

قاہرہ ۱۳ جون - زاغلول پاشا دیوان وزارت کے صدر منتخب ہو گئے۔

کیپ ٹاؤن ۹ جون - دریائے سالٹ کے پل پر جو کیپ ٹاؤن سے تقریباً دو میل فاصلہ پر ہے - یہ ہولناک حادثہ ہوا - کہ چلتی ہوئی ٹرین کے دفعتاً دو ٹکڑے ہو گئے - ۱۵ آدمی ہلاک اور ۵۰ آدمی مجروح ہوئے۔

لنڈن ۸ جون - (ٹائمز کا خاص تار) اخبار ٹائمز کا نامہ نگار ریگا سے لکھتا ہے - کہ حکومت شورائیہ روس نے جرمنی کے ایک کارخانہ اسلحہ سازی کو رائفلوں کی غیر محدود تعداد بہم پہنچانے کا حکم دیا ہے - ان رائفلوں کا دہانہ چھوٹا ہوگا - قیمت ۳۰ روبل فی ضرب ٹھہری ہے - مقصد یہ ہے کہ تمام قلمرو ئے روسیہ میں نشانہ بازی کی مشق بہم پہنچائی جائے۔

رگبی ۹ جون - ایک بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں شہزادہ ویلس نے آج لارڈ کچنر آف خرطوم کے یادگاری مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔

ہندوستان کی خبریں

حکومت بنگال نے مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے متعلق ایک اعلان کیا ہے - اس میں بیان کیا گیا ہے - کہ اوقات نماز کے دوران میں مساجد کے سامنے باجا نہ بجایا جائے - ان اوقات کے خلاف کسی وقت باجا بند نہ ہوگا - البتہ اگر پولیس کمشنر چاہے - تو بند کرا سکتا ہے - لیکن مسجد ناخدا کے روبرو کسی وقت باجا نہ بجایا جائے۔

چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے ان اخبارات کے مقدمات کا فیصلہ سنا دیا - جو فرقہ دارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں گرفتار کئے گئے تھے - روزنامہ "جھو تاں" کے مدیر و طابع کو تین ماہ قید محض بنگالی زبان کے روزنامہ ودیکھ کے مدیر و طابع مشر اے - سے گھوش کو ایک ماہ قید محض - اسلام کے مدیر محمد ادریس کو دو صد روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی دو ماہ قید محض - مسٹر دلاور حسین مدیر "حنفی" کو ایک ماہ قید محض - اور یکصد روپیہ جرمانہ - یا بصورت عدم ادائیگی دو ماہ مزید قید محض - اسی اخبار کے طابع مسٹر ٹی حسین کو ایک ماہ قید محض - اور ایک صد روپیہ جرمانہ - یا بصورت عدم ادائیگی دو ماہ قید محض مزید - مسٹر مہادیو پرشاد سیٹھ مدیر و طابع "متوالا" چار ماہ قید محض کی سزائیں دی گئیں۔

اسلام جگت کے پرنٹر ممتاز الدین سے دو صد روپیہ کا ذاتی مچلکہ لیکر چھوڑ دیا گیا - کیونکہ یہ انکا پہلا قصور تھا - بنگالی زبان کے ایک ممتاز روزنامہ "باسومتی" کے مدیر مسٹر سمندرا پرشاد گھوش کو تنبیہ کے بعد چھوڑ دیا گیا - اسی اخبار کے پرنٹر مسٹر بی - جی مکرجی بری کر دئے گئے - "امرت بازار پتر کا" کے ایڈیٹر مسٹر جی ہولا پیال گھوش اور پرنٹر مسٹر ٹی - رکے بسواس کو بری کر دیا گیا - "فارورڈ" کے ایڈیٹر سے چھ مہینے تک کے لئے پانچ سو روپیہ کا ذاتی مچلکہ طلب کیا گیا - بصورت عدم ادخال انہیں چھ مہینے کی قید محض بھگتنی پڑے گی - اسی اخبار کے پرنٹر پی - کے دہار بری کر دئے گئے۔

مسٹر فضل حق مدیر "محمدی" کو سال بھر کے لئے پانچسو روپیہ کا ذاتی مچلکہ اور پانچسو روپیہ کی شخصی ضمانت داخل کرنے کا حکم سنا دیا گیا۔

کانپور سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں - کہ جمعہ و شنبہ کی درمیانی رات کو محلہ ٹپکا پور میں ایک مسلمان عورت کے یہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا - جسکی صورت بہت کچھ کتے سے مشابہ تھی - صرف دم نہ تھی - یہ صرف چند منٹ زندہ رہ کر مر گیا - ("ہمدم ۹ جون")

ہوس آف کامنز میں کرنل ویجوڈ نے مطالبہ کیا - کہ داروغہ جیل منٹگمری جسکے وقت میں لالہ بودھراج پر حملہ ہوا تھا - موقوف کیا جائے - وزیر ہند کی طرف سے جواب دیا گیا - کہ داروغہ کو تبدیل کر دیا گیا ہے - وزیر ہند مزید مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔

اس دفعہ پنجاب یونیورسٹی کے فیل شدہ لڑکوں کا یوں اندازہ لگایا جا سکتا ہے - کہ اگر ایک لڑکا کابل میں کھڑا ہو - اور ایک ایک میل کے فاصلے پر ایک ایک فیل شدہ لڑکا کھڑا کیا جائے - تو یہ قطار کابل سے ارجیر تک بخوبی پہنچ سکتی ہے - اور اگر ایک انسپکٹر صاحب ان کا معائنہ کرنا چاہیں - اور وہ ہر ایک لڑکے کے پاس پیدل سفر کرتے ہوئے ۲۵ منٹ میں پہنچیں - اور اس لڑکے سے پانچ منٹ گفتگو کر کے آگے روانہ ہو جاویں اور رات کے پورے بارہ گھنٹے آرام کریں - تو ان کو ایک سال ایک مہینہ ۲۶ دن اور ۸ گھنٹے لگیں گے یعنی جب دوسرے سال کا نتیجہ نکل آئیگا۔

نواب عماد الملک سید حسین گرامی سابق ممبر انڈیا کونسل ۸۴ سال کی عمر میں سہ شنبہ کو حیدر آباد میں انتقال کر گئے۔

مدراس ۹ جون - معاصر "مدراس میل" کو معلوم ہوا ہے - کہ مقامی حکومت نے فیصلہ کیا ہے - کہ موپلوں کے علاقہ میں مالابار اسپیشل پولیس کا تقرر مستقل اور دوامی کر دیا جائے۔

یہ ظاہر ہے - کہ کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی جو کہ بالعموم آئندہ اجلاس کے صدر کا انتخاب کیا کرتی ہے وہ بسنتی دیوی اہلیہ دیش بندھو چترنجن داس کو ہی صدر منتخب کرے گی - اور اگر انہوں نے اس اعزاز کو منظور نہ کیا - تو پھر پنڈت موتی لال نہرو سے صدر بننے کی درخواست کی جائے گی۔

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)